کسی خبر کو سن کر اس سے اثر لینے سے قبل اس کی جانچ کر لو

علامہ سید محمد رضی صاحب قبلہ، کراچی

اسلام نے کسی خبر کے بیان کرنے اور اس کی تصدیق کرنے میں مسلمانوں کو بہت زیادہ احتیاط سے کام لینے کی تاکید کی ہے کیونکہ زیادہ تر جھگڑے فسادات اور بڑی بڑی تباہکاریوں کی ابتدا افواہوں اور جھوٹی خبروں ہی سے ہوا کرتی ہے۔ لوگ یا تو خود ہی جان بوجھ کر غلط باتیں مشہور کیا کرتے ہیں تاکہ اُن کی آڑ لے کر وہ اپنے مقاصد کو حاصل کر سکیں یا پھر وہ سُنی سنائی باتوں کو بغیر تحقیق کئے اور بغیر ان کی جانچ کئے ہوئے صحیح سمجھ لیتے ہیں اور دوسروں سے بھی انھیں اسی طرح بیان کرنے لگتے ہیں جیسے وہ بالکل درست اور یقینی ہوں جس کے نتیجہ میں یہ لوگ بھی افواہوں کے اصلی گڑھنے والوں کی طرح ان تمام برائیوں اور تباہیوں کے ذمہ دار ہوجاتے ہیں جو ان بے بنیاد خبروں کی وجہ سے ظہور میں آتی ہیں۔ قرآن کریم میں خدا کا ارشاد ہے: ”یا ایھا الذین آمنوا اِنْ جَآئَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجِهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلیٰ ما فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۔“ (سورۃ الحجرات: ٦) اے اہل ایمان اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شخص کوئی خبر لے کر آئے تو تم اس کی خوب تحقیق کرلیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تم کسی قوم کو (اپنی) نادانی کی وجہ سے ضرر پہنچا دو پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ۔ اس آیۂ کریمہ میں واضح طور پر خدا نے تمام مسلمانوں کو اس کا حکم عطا کیا ہے کہ اگر خبر دینے والے کا کردار صحیح نہ ہو تو اس کی بیان کی ہوئی باتوں کو بغیر پوری تحقیق کئے ہرگز نہ مانا جائے کیونکہ اس طرح خبر کی تصدیق کرنے اور اس پر عمل کرنے یا اس کو دوسروں تک پھیلانے میں شدید خطرے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی قرآن کریم نے افواہوں کی تخلیق کرنے والوں اور بے بنیاد خبروں کے گڑھنے والوں کی حیثیت بھی واضح فرمادی اور اس طرح افواہ طرازی کے اِن دونوں پہلوؤں پر اسلامی نقطۂ نظر پوری طرح ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ جو لوگ حق بات کو چھپا کر غلط باتوں کو شہرت دیتے ہیں اسلام کے نزدیک وہ سچے مسلمان نہیں ہیں بلکہ منافق ہیں چنانچہ خدا کا ارشاد ہے: ”یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یَکْتُمُوْنَ“ (آل عمران، ١٦٧)

”یہ (منافق لوگ) اپنے منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں اور جن باتوں کو وہ چھپاتے ہیں اُنہیں خدا خوب جانتا ہے“ مطلب یہ ہے کہ یہ صرف منافقوں کا مکر و فریب ہے کہ وہ سچی باتوں کو جانتے ہوئے اپنی زبان سے اُن کے خلاف بیان کرتے ہیں اور اصلیت کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر خدا ان کی اس حرکت سے غافل نہیں ہے اور وہ ان کے دلوں کا حال بخوبی جانتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اگر کوئی شخص سچا مسلمان ہے اور دل سے قرآن کریم اور دین اسلام پر ایمان و یقین رکھتا ہے تو وہ کبھی جان بوجھ کر جھوٹی بات زبان سے نہیں نکالے گا اور وہی کہے گا جس کی سچائی اور صحت پر اسے یقین ہوگا اسی طرح بغیر تحقیق کئے اور بغیر پوری طرح یقین حاصل کئے وہ افواہوں پر کان بھی نہ دھرے گا اور ان پر عمل بھی نہ کرے گا۔ یہ دونوں ہی باتیں غلط خبریں پھیلانے کی بدترین عادت کے دو انتہائی خطرناک رخ ہیں اور قطعاً غیر اسلامی ہیں۔ یہ وہ حدیں اور کنارے ہیں جن سے اس عادت کے مجسمہ کی تخلیق ہوتی ہے اور آخر میں پھر یہ واحد برائی اور اکیلا جرم نہیں رہتی بلکہ برائیوں،

بداخلاقیوں، گناہوں اور ہر قسم کی تباہ کاریوں کا ایک بڑا مجموعہ بن جاتی ہے اور ایک ایسا ناسور ہوجاتی ہے جو ہمیشہ رستا رہتا ہے اور جس سے انسانی معاشرہ کے ہر شعبہ کے لئے تباہی اور بربادی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ ابتدا میں جو بہت معمولی شعلہ اور ننھی سی چنگاری معلوم ہوتی ہے وہ کچھ ہی عرصہ میں پوری انسانی زندگی کو جہنم بنادیتی ہے اور پھر اس کی آگ پر قابو پالینا کسی کے بھی بس میں نہیں رہتا یہاں تک کہ دوسروں کے ساتھ وہ لوگ بھی جو افواہ پھیلانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں اس آگ کا ایندھن بننے سے بچ نہیں سکتے۔غرض انسانی معاشرہ کی سلامتی اور امن وسکون بڑی حد تک اس بات پر منحصر ہے کہ اطلاعات فراہم کرنے اور خبر یا کوئی اور بات بیان کرنے یا اُس پر عمل کرنے میں پوری تحقیق کی جائے اور اس کا پوری طرح سے جائزہ لیا جائے پھر جب پورا یقین اور کامل اعتماد پیدا ہوجائے تو اس وقت اس کی تصدیق کی جائے۔

کسی قوم کی تنظیم اور اتحاد کو فنا کرنے اور جماعتی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں غلط خبریں پھیلانے کو بڑا دخل ہوتا ہے اور جو کام اسلحہ نہیں کرسکتا وہ اس کے ذریعہ سے لیا جاتا ہے۔اور اسی بنا پر یہ بات بھی یقینی ہے کہ جو قوم افواہوں اور بے بنیاد خبروں کو نہیں روک سکتی وہ کبھی اپنے اندر تنظیم نہیں پیدا کرسکتی اور ہمیشہ افراتفری اور انتشار کا شکار بنی رہتی ہے۔ وہ اپنے معمولی سے معمولی اور حقیر دشمن کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتی اور نہ کسی میدان میں کبھی ترقی کرسکتی ہے۔افواہ طرازی امن وامان کی دشمن ہے۔ نظم وضبط کی ضد ہے اور بدامنی وانتشار کی ضمانت ہے اس لئے جب تک قوم کی صفوں سے اس مرض کو دور نہ کیا جائے گا اُس کے لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ زندگی کی دوڑ میں ایک قدم بھی آگے بڑھ سکے بلکہ اپنے وجود ہی کو باقی رکھ سکے۔قرآن کریم نے سچی بات کہنے کی اسی وجہ سے مسلمانوں کو ہدایت اور تاکید کی ہے تاکہ وہ ان خرابیوں سے محفوظ رہ سکیں۔ایک جگہ فرمایا گیا ہے: ''یٰا ایھا الذین آمنوا اتّقوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا'' (سورہ احزاب،۷۰)

''اے ایمان والو! خدا سے خوف کرو اور درست بات کہا کرو۔'' اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچی اور درست بات کہنا خدا سے ڈرنے کی علامت ہے اور افواہ طرازی اس کا عکس ہے یعنی ایسے لوگ جو اس بری عادت سے پرہیز نہیں کرتے ان کے دل میں خدا کا بالکل خوف موجود نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے آدمیوں کا اسلام سے کس حد تک واسطہ اور علاقہ ہوسکتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی جھوٹی خبریں پھیلانا انسانی معاشرہ پر ایک بڑا ظلم بھی ہے اس لئے کہ انسان کو اس کا بنیادی حق حاصل ہے کہ اسے ہمیشہ صحیح اور سچی بات بتائی جائے اور اگر ایسا نہ ہوگا تو وہ اپنے اس بنیادی حق سے محروم ہوجائے گا جسے دوسرے الفاظ میں ظلم کہا جاتا ہے اور یہ حقیقت طے شدہ ہے کہ اسلام اور ظلم ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔

غلط گوئی یقینا بدی اور برائی کی اشاعت ہے، اور قرآن کریم کا اعلان ہے کہ جو لوگ برائی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ افواہ پھیلانا کذب صریح ہے، افترا پردازی ہے، خیانت اور فریب دہی ہے اور یہ سب وہ باتیں ہیں جن پر قرآن وحدیث میں لعنت اور مذمت کی گئی ہے سرور دوعالمؐ نے فرمایا ہے: ''مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا'' (صحیح مسلم) جو آدمی ہمیں دھوکا دیتا ہے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔اسلام کا پیغام باہمی یگانگت واخوت ہے، آپس کی محبت اور الفت ہے، اجماعیت، وحدت اور مرکزیت ہے، اور اس کے برخلاف غلط گوئی سے اسلامی صفوں میں ابتری، انتشار اور افراتفری کی تخلیق ہوتی ہے اس لئے یہ بلاشبہ اسلامی نظریہ زندگی سے شدید عملی بغاوت، الٰہی پیغام سے سرکشی، اور اس کی توہین ہے اور جو لوگ بھی اسلامی اخوت کا اس طرح مذاق اُڑاتے ہیں اور جھوٹی خبریں پھیلا کر ملت اسلامیہ میں افتراق، بدنظمی اور بدامنی پیدا کرتے ہیں ان کے دل ودماغ اسلامی روح اور ایمانی شعور سے قطعاً محروم ہیں۔

✡✡✡